

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نقش آغاز

حق و باطل کی کشمکش تاریخ اقوام و ملل کا ایک مسلسل عمل ہے ہمارے ہاں دیگر فرق باطلہ کی طرح قادیانیت بھی ایک ایسی تحریک ہے جو اپنے آغاز سے چراغ مصطفویٰ سے سیتزہ کار رہی ہے۔ امت مسلمہ کے خلاف متواتر ریشہ دو اینوں کے سلسلہ میں ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ریلوے اسٹیشن کا حادثہ پیش آیا مسلمانوں کا پیمانہ صبر جو بے زیرِ سوچ کا حق چھلک پڑا۔ جو آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی بھڑک اٹھی اور ۱۹۷۴ء کی عظیم تحریک ختم نبوت کی شکل میں قادیانیوں کو بھسم کر گئی اور امت نے آئینی طور پر بھی جبرِ ملت کے اس ناسور کو کاٹ کر الگ کر دیا۔ تب سے لیکر اب تک قادیانی پاکستان میں ختم نبوت کے نام لیواؤں سے انتقام اور دلازاری کا کوئی علانیہ یا درپردہ موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

ان دنوں مجلس ختم نبوت پاکستان سیالکوٹ کے ایک مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کی گٹرگی کا مسئلہ دینی و علمی حلقوں کے تشویش و اضطراب میں دن بدن اضافہ کرتا جا رہا ہے۔ ۲۰ فروری کو اغوا ہونے والے اس مبلغ ختم نبوت کو آج سو دن پورے ہونے کو ہیں مگر ان کی زندگی یا موت کے بارے میں حکومت کوئی سراغ لگانے میں ناکام رہی ہے۔ اس معاملہ کی نزاکت اس وجہ سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اسی مولانا اسلم قریشی پر مرزائی ”شاہی خاندان“ کے ایک اہم اور بین الاقوامی مہرے جناب ایم ایم احمد پیر قاتلانہ حملہ کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا اور وہ مرزا اب بھی ہوئے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر بظاہر ایک گمنام اور غیر معروف مبلغ کو اتنا عرصہ تک روپوش رکھا جاسکتا ہے۔ اور ایسے منظم منصوبے کے ساتھ کہ حکومت اپنی ساری مشینری کے ساتھ تاحال بے بس ہے تو یہ اسی ”مرزائی ٹوے“ ہی کی بڑے پیمانہ پر انتقامی کارروائی ہی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ انتقام نہیں ہے تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ مرزائیوں کا ایک ”ٹسٹ“ اور وہ ایک بار پھر مسلمانوں کی حمیت و غیرت کو آزمانا چاہتے ہیں

مگر ایسا لگتا ہے کہ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء سے قبل کی حکومتوں کی طرح موجودہ حکومت کو بھی اس مسئلہ کی نزاکت و اہمیت کا پورا احساس نہیں اور اگر ایسا ہے تو یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہوگی۔ ہر نئے آلا ایک چنگاری

ہوتی ہے پھر طوفانِ بلا خیز بن جاتا ہے۔ صاف بات ہے کہ جب مجلس تحفظِ ختمِ نبوت اور ملک کی دیگر جماعتیں اور تنظیمیں اس مسئلہ میں مرزائیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر کو شامِ تفتیش کرنے کا مطالبہ کر رہی ہیں تو ملک کا کون سا ایسا آئین اور قانون ہے جس نے بنی آخر الزمان کے ان باغیوں کو تحفظ دے رکھا ہے۔ مولانا اسلم قریشی کا مسئلہ ان کے اغواء ہونے کے جلد ہی بد ہم لوگوں نے وفاقی مجلسِ شوریٰ کے فروری کے اختتامی اجلاس میں تحریک التواء کی صورت میں اٹھایا اس وقت وزیر داخلہ نے کہا، کہ حکومت اس معاملہ میں پوری تندی سے تفتیش کر رہی ہے۔ خود صدرِ محترم بھی اس بارہ میں ایسے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں لیکن اگر مارشل لا جیسے با اختیار نظامِ حکومت میں ایک مذہبی شخص کا معصوم حل نہیں ہو سکتا تو پھر کوئی بھی اپنی حفاظت و امان کی خیر نہیں مناسکے گا۔ پچھلے دورِ ظلم و ستم میں سیاسی اغواء ہوا کرتے تھے۔ موجودہ حکومت کا دامن ان شرمناک دھبوں سے پاک رہا۔ لیکن اس مذہبی اغواء کے تدارک و تلافی میں اگر حکومت ناکام رہی تو اس کے سامنے پچھلے سارے سیاسی داغ و صبے ماند پڑ جائیں گے۔

۱۹۷۳ء کے آئین میں متفقہ ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم قرار پانے والے قادیانی جماعت کی سرگرمی افراد اشخاص تک محدود نہیں بلکہ وہ اپنے خفیہ کارندوں کے ذریعہ جو سرکاری شعبوں میں مارِ آستین کی طرح مصروف کار رہتی ہے۔ اور وقفے وقفے سے ڈنگ مار کر حکومت اور عام مسلمانوں کی بے چینی اور اضطراب کا سامان مہیا کرتی رہتی ہے۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے تعطل یا تنسیخ کے آرڈیننس میں قادیانیت سے متعلق ترمیم کو سبوتاژ کرنے کی خفیہ سازش سے پوری قوم تھلا اٹھی وہ تو خوش قسمتی تھی کہ صدرِ پاکستان نے اسے اپنے فرمانِ مجریہ ۱۹۸۲ء کے ذریعہ زیادہ جاندار اور موثر طور پر تحفظ دیا پھر پاسپورٹ کے فارموں میں ایسی ہی خفیہ ڈنڈی ماری گئی۔ اور اب خبر آئی ہے کہ وفاقی وزارتِ خزانہ کے ایک سرکلہ میں بنکوں کے ان کھاتے داروں کو زکوٰۃ کی کٹوتی سے مستثنیٰ کر دینے کی ہدایت کی گئی ہے جو ”قادیانی مسلم“ یا ”احمدی مسلم“ ہونے کے حلیفہ بیانات داخل کرائیں مسلمانوں کی یہ حیرت اور استعجاب بالکل بجا ہے کہ ایک سرکاری سرکلہ میں ”قادیانی مسلم“ یا ”احمدی مسلم“ کی اصطلاح کو آخر نثرارت یا حماقت یا جہالت کی کونسی قسم پر محمول کیا جائے اس نہایت قابلِ اعتراض اور ناقابلِ برداشت جبارت کی کوئی تاویل بھی کی جائے تو کس طرح؟ آخر مسلمانوں کے ساتھ اور حضورِ ختمی مرتبتؐ کی شانِ ختمِ نبوت کیساتھ یہ کھیل اور آنکھ مچولی کب تک جاری رہے گی؟ ہونا تو یہ تھا کہ آئینی ترمیم کے تحت فوری قانون سازی کی جاتی اسلامی اصطلاحات و شعائر اسلامی ناموں

اور امتیازات و شہخصات کو استعمال کرنے پر سخت ترین تعزیری مزاں مقرر کر دی جاتی ہیں۔ مگر اسکی بجائے وقفہ وقفہ سے سرکار دالاتبار سے منسلک ادارے انہیں "مسلمان" ہونے کے تمنغوں سے نوازتے رہے۔ ٹی وی پر ایک سائل پوچھتا ہے کہ نوبل انعام یافتہ "مسلمان سائنسدان" کون ہے؟ جواب میں اس مسلمان کا قالب قادیانیوں کے نفس ناطقہ ڈاکٹر عبدالسلام پر فٹ کر لیا جاتا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلق عالم اسلام کے مسلمان سائنسدانوں کا سینما ہوتا ہے۔ تو ان مسلمان سائنسدانوں کو خصوصی بریفنگ دینے ان کی پذیرائی اور رہنمائی کیلئے ملت اسلامیہ پاکستان سے جو مسلمان سائنسدان پیش پیش رہتا ہے۔ اس کا نام ہوتا ہے "عبدالسلام" قادیانی۔ الغرض نگوں کے نام سرکار میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کارستانی نہیں مگر معاملہ ہے ایسے درپردہ قادیانی اور ان کے بھائی بند دینی حس سے عاری مسلمان کہلانے والے اہل کاروں کو بے نقاب کرنے اور ان کو عبرتناک سزا دینے کا جب تک ایسا نہیں ہوگا ملت مسلمہ کے زخموں پر نمک پاشی کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔



اسلام آباد میں کسی سرکاری دومن ورکنگ گروپ نے ملک کے اقتصادی اور معاشرتی پس ماندگی کا حل یہ دریافت کر لیا ہے کہ اگلے پنج سالہ منصوبہ کے دوران عورتوں کے پردے کے خلاف ہم چلائی جائے اور عورتوں کو ملکی معیشت میں فعال کردار ادا کرنے پر مجبور کیا جائے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ کونسے لوگ ہیں اور کونسا ورکنگ گروپ ہے۔ ایسی ہی ایک دومن ڈویژن کی سربراہ خاتون نے پچھلے دنوں برقعہ اور چادر کو عورتوں کی صحت کیلئے مضر قرار دیا تھا۔ مگر بے پردگی ایک ایسا گھسا پٹا موضوع ہے کہ جب بھی مغرب نے عالم اسلام کے اخلاق و اقدار پر شبنون مارا۔ ان ساری ثقافتی و اخلاقی بربادیوں کا مقدمہ الحیش ہی مسئلہ بنا رہا۔ اب عالم اسلام آزاد ہوا ہے مسلمانوں نے انگڑائی لی ہے مگر عورتوں کے حقوق کی آڑ میں عورتوں پر ظلم و ستم اور خواتین کی عصمت و تقدس کو ٹوٹنے والے اس اباحت زدہ طبقہ کا شبنون جاری ہے۔ وہ اسلامی معاشرہ کے ساکن تالابوں میں وقفہ وقفہ سے اپنی غلاطت کے چھیڑوں سے ارتعاش پیدا کرنے سے نہیں چوکتا۔ نہ وہ "اسلامی انقلاب" کی حقیقت اور اہمیت اور بنیادی تقاضوں کو سمجھتا ہے نہ وہ انا ترک مصطفیٰ کمال اور امیر امان اللہ جیسے مجددین کے عبرتناک انجام سے عبرت لیتا ہے یہ طبقہ سمجھتا ہے کہ عورتیں ایسی باتوں سے تنگی ہوں یا نہ ہوں مگر اسلام کے نام پر جاری جدوجہد کو کسی طرح پہنچنے نہ دیا جائے۔ اگر عورتوں کے اسلامی قانون شہادت کے خلاف مٹرکوں پر لکھنے والی چند حیا بافتہ عورتیں تعزیر و ملامت اور ملک بھر کی غوغا آرائی کا ذریعہ بن سکتی ہیں تو سرکاری حصاروں میں بیٹھنے والے یہ نام نہاد ورکنگ گروپ کیا کسی تعزیر اور سزا کے مستحق نہیں ہیں جو ملک کی کروڑوں عفت مآب خواتین کو وڑوں غیور مسلمانوں اور ان کے مذہب "شریعت اسلام" کی تائید و توثیق اور اس سے کھلی بغاوت کا بار بار ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ واللہ یقول الحق وھدی السبیل۔

سمیع الحق
ہر شعبان